



JIHĀT-UL-ISLĀM  
Vol: 16, Issue: 01, Jul – Dec 2022

**OPEN ACCESS**  
JIHĀT-UL-ISLĀM  
pISSN: 1998-4472  
eISSN: 2521-425X  
www.jihat-ul-islam.com.pk

## قرآنی ابلاغ کے خدوخال اور آداب کا جائزہ

*An Overview of the Contents & Manners of Quranic Text*

**Dr.Sumbal Ashraf\***

Assistant Professor, Department of Islamic Studies,  
L.C.W.U, Lahore

**Dr.Sadaf Sultan \*\***

Assistant Professor, Department of Islamic Studies,  
L.C.W.U, Lahore

### **ABSTRACT**

*The Quran is an ultimate miracle. The greatest miracle that Allaah SWT has given to the Prophet (peace be upon him) is this Qur'an. Allah SWT blessed every Prophet with the miracles; He blessed them with the miracles according to the situations, needs and the temperament of the people of that particular era. In the reign of Hazrat Muhammad SAW, there was a period of rhetoric and oratory among Arabs. They used to find themselves on top in this field. And to a larger extent this was true. Therefore, the Almighty revealed a miracle of the Qur'an, which is, in itself, a masterpiece of eloquence and oratory. This book invites the audience to the religion in every way possible. It is a complete guide in every attribute whether its research approach, academic methodology, rational technique, writing, inspirational manner and scientific appeal. In any way, it calls for goodness and righteousness. The Qur'an has infinite and numerous unique properties, which are not possible to be covered fully. It has unprecedented principles and manners for transmission of its message to the remembrance by humanity.*

**Keywords:** *Manners of Quran'ic Communication, Prophetic Methodology, Gentleness & Reconciliation, Amiable Language, Patience, Moral Ascension, Goodwill, Expediency*

تمہید

خدائے ذوالجلال والا کرام نے انسانی تخلیق کے ساتھ اس کی مادی و روحانی ضرورتوں کے پورا کرنے کا اہتمام بھی کیا۔ اس کائنات کو رب پاک نے انسان کے لئے مسخر کیا کہ وہ اپنی مادی ضرورتوں کو پورا کر سکے اس کے روحانی تقاضوں کی تکمیل کی خاطر ذات



باری تعالیٰ نے اپنی ہدایت کے ساتھ انبیاء کرامؑ مبعوث فرمائے تاکہ وہ انسانوں کو نیکی و بھلائی کی تعلیم دیں نیز باطل کی اتباع سے روکیں نیز عالم انسانیت کو زندگی کی حقیقت سے روشناس کرائیں انہیں زندگی کے معنی اور مقاصد سے روشناس کرائیں ان کو جینے کا ہنر سکھائیں اور اصول تمدن کی تعلیم دیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو امت محمدی کو ”بہترین امت“ قرار دیا تو اس ذمہ داری کے باعث ضروری ہے کہ وہ دین کی سچی ہی خواہی کا اولین ثبوت اور اپنے پروردگار، نبی ﷺ اور قرآن کریم سے مکمل وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے اسلام کے پیغام کو پوری ایمانداری سے پھیلائیں اور دین کے اصل تصور کو جاگر کریں۔ اس مضمون میں ہم قرآنی ابلاغ کے خدوخال اور آداب کا جائزہ لیں گے نیز اس ابلاغ کے ضمن میں اعجاز کے ان پہلوؤں پر خصوصی طور پر نمایاں کرنے کی سعی کی جائے گی کہ جن کے باعث قرآنی ابلاغ کے خدوخال اور آداب انسانی نفسیات و اذہان پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔

### خدوخال / طریق کار

ارشاد ربانی ہے: {ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ}۔۔۔ {وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِسِئْلِ مَا عَوْفَيْتُمْ بِهِ وَلَا تَكُنْ صَدْرَتُمْ لَهُمْ خَيْرِ لِّلصَّادِقِينَ} {”اے نبی! (بنی نوع انسان کو تدر اور بھلی تلقین سے اپنے رب کی راہ کی جانب بلاؤ اور نہایت احسن طریق سے ان سے بحث کرو، جو اس کی راہ سے بھٹک گیا تمہارا رب اُسے بھی خوب جانتا ہے اور جو رستے پر چلنے والے ہیں اُن سے بھی خوب واقف ہے، اور اگر تم ان کو تکلیف دینا چاہو تو اتنی ہی تکلیف دو جتنی تکلیف تم کو ان سے پہنچی ہے اور اگر صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے اچھا ہے۔

مذکورہ آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو آداب رسالت کی تعلیم دی جو کہ امت محمدی ﷺ میں سے دعوت دینے والوں کے لئے بھی ہیں۔ آپ ﷺ خدائے ذوالجلال کی راہ کی جانب حکمت، موعظت سے بلائیں۔ حکمت سے مراد ایسا ذریعہ ابلاغ ہے جس میں مخاطب کے حالات و معمولات کے مطابق اس طرح سے پیغام پہنچایا جائے جو مخاطب کو اپیل کرے اور اچھی موعظت سے مراد یہ ہے کہ عنوان دلخراش اور ہتک آمیز کی بجائے نرم ہو اور ان کے ساتھ احسن طرز سے مباحثہ کریں یعنی اگر مباحثے تک بات چلی جائے تو بھی وہ خشونت سے اور مخاطب پر بہتان بازی سے خالی ہونا چاہیے۔ مذکورہ آیت مبارکہ میں ابلاغ و دعوت کا مکمل نصاب اور اس کے آداب و خدوخال کی تمام تر تفصیلات ان آیات کریمہ میں شامل ہیں۔ مفتی محمد شفیع کہتے ہیں: ابلاغ کے لغوی معنی تو پہنچانا ہیں انبیاء کرامؑ کا اولین فریضہ خدائے واحد کا پیغام پہنچانا تھا منصب نبوت کے تمام تر تقاضے اسی فریضہ پر محمول ہیں قرآن حکیم نبی رحمت ﷺ کے متعلق فرماتا ہے: {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا

وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا<sup>12</sup> اے نبی! بے شک ہم نے تمہیں ایسا بنا کر بھیجا ہے کہ تم گواہی دینے والے، خوشخبری سنانے والے اور خبردار کرنے والے ہو“

اس حقیقت میں کوئی شک نہیں کہ فریضہ ابلاغ و دعوت میں رسول اللہ ﷺ کے بعد امت محمدی ﷺ کو یہ ذمہ داری تفویض کی گئی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا<sup>3</sup>}

”اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزماں) (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تم پر گواہ بنیں“

اسی طرح قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ایسے الفاظ موجود ہیں جن کی تعبیر میں قرآنی ابلاغ کو کبھی دعوت الی اللہ {يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَعْوَةَ اللَّهِ<sup>4</sup> کہا گیا، تو کبھی دعوت الی الخیر {يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ} کا تو کبھی دعوت الی سبیل اللہ {ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ} کا نام دیا جاتا ہے حاصل سب کا ایک ہی ہے کیونکہ قرآنی ابلاغ کا مقصود دین الہی کی پہچان و تعارف کرانا ہے اب ہم اس کے اصول و آداب کو قرآن حکیم کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ {ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ} یہاں رحمن کی صفات میں سے رب کا تذکرہ ہے جس کی نسبت محمد عربی ﷺ کی طرف اضافت میں اشارہ ہے، ابلاغ و دعوت کا فریضہ اپنے اندر صفت ربوبیت، تربیت جیسی خصوصیات رکھتا ہے جیسا کہ پروردگار نے آپ ﷺ کو وصیت فرمائی آپ ﷺ نے بھی اسی تربیتی طرز پر پیغام کا ابلاغ کرنا ہے۔ جس میں مخاطب کے حالات کو مد نظر رکھ کر وہ طرز اپنایا جائے جو مخاطب کی نفسیات کے لئے موثر ہو۔<sup>7</sup> {بِالْحِكْمَةِ} قرآن حکیم میں حکمت بہت سے معنوں میں مستعمل ہے بعض مفسرین کرام نے اس سے مراد کتاب اللہ، بعض نے قرآن و سنت اور بعض نے حجت قطعہ کو ٹھہرایا، علامہ آلوسی بغدادی کہتے ہیں: انها الکلام الصواب الواقع من النفس اجمل موقع<sup>8</sup> یعنی حکمت ایسا بلغ کلام ہے جو لوگوں کے قلوب و اذہان میں آمادگی پیدا کر دے۔

اور شیخ اسماعیل حقی البروسوی فرماتے ہیں:

یعنی ایسی بصیرت جس کے ذریعہ لوگوں کے حالات کے مطابق ان سے اچھے انداز میں گفتگو کی جائے ایسے اوقات کا انتخاب کرے جن میں سامنے والا بوجھ محسوس نہ کرے باوقار انداز میں نرمی سے مدعا بیان کرے اور جب یہ محسوس کرے کہ مخاطب کے لئے بات سبکی کا باعث بن رہی ہے تو کتنا یہ میں بات کرے۔<sup>9</sup>

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں: {وَالْمَوْعِظَةُ} موعظہ اور وعظ سے مراد خیر خواہی سے بات کرنا ہے جس سے انسان مائل ہو یعنی اسے ایسی ترغیبات دی جائیں جو اس کو نفسیاتی طور پر متاثر کرتے ہوئے سیدھی راہ پر چلنے اور بری راہ کو ترک کرنے کے لئے تیار کریں۔<sup>10</sup>

علامہ آلوسی بغدادی کہتے ہیں:

{الْحَسَنَةُ} سے مراد انسان کا قلبی اطمینان دلانا اور اس کے ذہنی اشکالات کو دور کرنا ہے اور اس طرز پر

کہ مقصد سامنے والے کی فلاح ہے۔ {وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ} مجادلہ یعنی مباحثہ، اور باتی ہی احسن

سے مراد دعوت دینے کے دوران مناظرہ کی نوبت درپیش ہو تو بحث سلجھے ہوئے انداز میں کی جائے۔<sup>11</sup>

کتاب الہی یہ خبر دیتی ہے کہ احسان فی المجادلۃ محض مسلم ائمہ کی خاطر نہیں بلکہ اہل کتاب کے لئے تو خاص طور پر حکم ہے: {وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ} <sup>12</sup> اور اہل کتاب سے جدال نہ کرو مگر نہایت عمدہ طرز پر۔

### قرآنی ابلاغ کا پیغمبرانہ منہج

پیغام الہی کو لوگوں تک پہنچانا دراصل انبیاء کرام کا تخصص ہے علماء ان کا نائب ہوتے ہوئے اس فریضہ کو سرانجام دیتے ہیں لہذا آداب و اصول بھی انہی سے سیکھے جائیں گے ان اصولوں کے بناد دعوت الی اللہ محض جنگ و جدل بن جائے گی پیغمبرانہ دعوت میں پروردگار کی وہ ہدایت جو کہ حضرت موسیٰ و ہارونؑ کو دی گئی تھی: {فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى} <sup>13</sup> پھر تم دونوں اس سے نرمی سے ہم کلام ہونا ہو سکتا ہے کہ وہ نصیحت مان لے یا خشیت اختیار کرے۔ یہ بات قرآنی ابلاغ کی دعوت دینے والے انسان کو ہر حالت میں مد نظر رکھنی چاہیئے کہ فرعون جیسے سرکش کے ساتھ بھی نرم گفتار کی تلقین کی گئی۔ عصر حاضر کے مخاطبین فرعون سے زیادہ گمراہ تو نہیں ہیں اور نہ ہی کسی بھی داعی کی حیثیت حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ جیسی ہے تو پھر درشتگی یا ہتک آمیز رویہ اختیار کرنے کا حق آج کے مسلمان کو کس طرح حاصل ہو گیا؟

قرآن حکیم نے انبیاء کرام کی تبلیغ اور سرکش لوگوں کے ساتھ ان کے مجادلات کی بہت سے مقامات پر نشاندہی کی ہے جابجا اس بات کو عیاں کیا گیا کہ ان کے مخاطبین کے انتہائی باغیانہ رویوں کے باوجود ان سلیم الطبع حضرات گرامی نے جواب میں کہیں کوئی سخت جملہ یا لفظ نہیں ادا کیا۔ حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت صالحؑ، حضرت موسیٰ علیہ السلام و جمعین وغیرہ کا تذکرہ ہے کہ ان برگزیدہ ہستیوں نے اپنی اپنی قوم کی کس قدر ایذا رسانیاں اور تکلیف و استہزاء سے بھرپور رویے کس قدر خندہ پیشانی سے جھیلے اور قرآن کریم کے ابلاغ و دعوت کے اصول آداب کو کس طرح نبھایا یہ ایک مختصر سانموںہ ہے۔

رسول کریم ﷺ پیغامِ الہی پہنچانے میں اس امر کا حد درجہ خیال رکھتے تھے کہ سامعین کے لئے بوجھ ناہو آپ ﷺ کی یہ مبارک عادت تھی کہ وہ روزانہ وعظ و نصیحت نہیں کرتے تھے انہوں نے چند ایام مختص کر رکھے تھے تاکہ کسی کے معمولات زندگی متاثر نہ ہوں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ہفتہ کے بعض ایام میں دعوت دیا کرتے تاکہ ہم آگاہی کا شکار نہ ہوں اور دوسرے لوگوں کی بھی یہی ہدایت تھی۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی آخر الزماں ﷺ کا فرمان ہے:

((عن انس عن النبی ﷺ قال: یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا))<sup>14</sup>

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، محمد عربیؐ کا ارشاد ہے: لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرو اور مشکلات نہ

پیدا کرو، اور ان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نوید دو اور ان کو مایوسی یا تنفر کی جانب مت دھکیلو

آنحضرت ﷺ کے اس فرمان سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ داعی کیلئے دعوت کے فریضہ کی تکمیل کے ضمن میں صرف علم پہ عبور رکھنا کافی ہے، لازم ہے کہ اس فریضہ میں بنیادی تربیت کو مد نظر رکھ کر پہلے سہل امور بتائے لوگ جب انہیں قبول کر لیں تب بتدریج مشکل امور کی طرف رہنمائی کی جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جو ابلاغ و دعوت مؤثر طرز پر نہیں ہو رہی اس کا اہم سبب یہ ہے کہ عموماً اس فریضہ سے وابستہ افراد ان اصول و آداب کی رعایت نہیں کرتے جو کہ قرآن کریم نے طے کیئے ہیں، لمبی تقریریں، وقت بے وقت نصیحت، مخاطب کے حالات کو معلوم کیئے بغیر اس کو کسی کام پر مجبور کرنا گویا ان کی عادت بن چکی ہے۔ انبیاء کرامؑ کا عام معمول تھا کہ مخاطب کو حتی الامکان خجالت سے دور رکھتے تھے لہذا بعض اوقات مخاطب کے افعال کی نسبت اپنی جانب کر کے اصلاح فرماتے، ارشاد ہوتا ہے:

{وَمَا يَلَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ} <sup>15</sup>

"اور میرے پاس کیا عذر ہے کہ میں اس کی عبادت سے منہ موڑوں کہ جو میرا خالق ہے اور سب نے اسی

کی جانب پلٹنا ہے"

ظاہر ہے کہ حضور ﷺ ہمہ اوقات مشغول عبادت رہا کرتے تھے مقصود اس مخاطب کو سنانا ہے جو کہ عبادت سے دور تھا مگر اس کے اس فعل کو اپنی نسبت سے بیان کیا۔ دعوت الی اللہ کا مقصود دوسروں کے عیوب کو اچھلانا نہیں ہوتا بلکہ اپنی جانب احسن طرز پہ بلانا ہوتا ہے ایسا تبھی ہو سکتا ہے جب متکلم اور مخاطب میں قدر مشترک ہو لہذا قرآن حکیم میں انبیاء کرامؑ کی دعوت کا عنوان اکثر "لِقَوْمٍ" سے شروع ہوتا ہے جس میں برادرانہ رشتے کا اشتراک پہلے جتا کر آگے اصلاحی کام کی طرف قدم

بڑھایا جاتا ہے کہ ہم اور تم ایک ہی برادری کے لوگ ہیں، ہمارے درمیان کوئی باہم دشمنی نہیں ہے بلکہ خیر خواہی کا عنصر موجود ہے۔

### عصری مجادلات کی خامیاں

امام غزالی کہتے ہیں: شراب خباثوں کی جڑ ہے جو بذات خود بہت بڑا گناہ ہونے کے ساتھ مزید جسمانی خباثوں کی وجہ بنتی ہے اسی طرز پر مجادلہ میں بھی جب مطمع نظر سامنے والے کو زیر کرنا اور اپنی علمی برتری جتاننا ہو تو یہ انسان کے قلب و روح کے لئے اُمّ الخباثت ہے جس کی وجہ سے ان گنت نفسانی آلائشیں پیدا ہوتی ہیں جن میں سرفہرست حسد پھر بغض و عناد، غرور و تکبر، غیبت، دوسروں کی عیب جوئی، اس کی برائی سے خوشی، اس کی بھلائی سے رنجیدگی، قبول حق سے استکبار وغیرہ ہیں۔<sup>16</sup> یہ وہ باطنی خرابیاں ہیں جن کا شکار صرف اعلیٰ پایہ کے علماء ہوتے ہیں اور معاملہ جب ان کے تابعین میں آتا ہے تو معاملات باہم دست و گریبان تک پہنچ جاتے ہیں، ابن القیم فرماتے ہیں: علم تو اہل علم کے مابین باہمی اخوت کی بنیاد ہے پھر وہ لوگ جو کہ اس بنیاد کو باعثِ منافرت بنا لیں وہ کیسے کسی کو بھی دعوت دے سکتے ہیں ان کا مقصود تو محض اپنی علمی برتری ثابت کرنا ہے پھر ان سے باہمی خیر خواہی کی توقع رکھنا باعث ہے کسی بشر کے لئے شر و برائی کی انتہا یہ ہے کہ وہ متکبرین و منافقین کی طرز پر چل نکلے اور متقین کی صفات سے محروم ہو جائے۔<sup>17</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اسامہ بن زید قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: يوتى بالرجل يوم القيامة فيلقى في النار، فتندلق افتاب بطنه، فيدور بها كما يدور الحمار بالرحى، فيجتمع اليه اهل النار، فيقولون: يا فلان! ما لك؟ الم تكن تامر بالمعروف وتنهى عن المنكر؟ فيقول: بلى، قد كنت امر بالمعروف ولا آتية، وانهى عن المنكر و آتية))<sup>18</sup>

”حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ رحمۃ اللعالمین ﷺ کا فرمان ہے: ایک آدمی کے روز قیامت جہنم واصل ہونے کے بعد اس کے پیٹ کی انتڑیاں باہر کو آجائیں گی، اور وہ یوں چکر لگائے گا گویا گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے، پس پھر اہل جہنم اس کے پاس جا کر دریافت کریں گے، اے فلاں آدمی یہ تیرے ساتھ کیا ہوا؟ کیا تم نیکی کی تلقین اور برائی کی ممانعت نہیں کرتے تھے؟ تو اس کا جواب ہو گا کیوں نہیں؟ میں دوسروں کو بھلائی کا حکم دے کر خود اس کی خلاف ورزی کرتا تھا اور میں دوسروں کو گناہ سے منع کرتا تھا مگر خود گناہ کرتا تھا“

اس لیے ائمہ، فقہاء اور اہل علم علمی اختلاف کی بنا پر کسی بھی حال میں منافرت کو درست نہیں گردانتے تھے اور بدکلامی سے مکمل پرہیز کرتے تھے، امام مالکؒ نے فرمایا:

”كَانَ مَالِكٌ يَقُولُ الْمِرَاءَ وَالْجِدَالَ فِي الْعِلْمِ يَذْهَبُ بِنُورِ الْعِلْمِ عَنِ الْقَلْبِ الْعَبْدِ وَقِيلَ لَهُ  
رَجُلٌ لَهُ عِلْمٌ بِالسُّنَّةِ فَهَلْ يُجَادِلُ عَنْهَا قَالَ لَا وَلَكِنْ يُخْبِرُ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ قَبِلَ مِنْهُ وَالْإِ  
سْكَتَ“<sup>19</sup>

علم میں لڑائی اور تنازعہ انسانی قلب سے علم کے نور کو معدوم کر دیتا ہے اس پر ایک شخص نے دریافت کیا کہ جس آدمی کو سنت کا علم ہو کیا وہ حفاظت سنت کی خاطر جھگڑا کر سکتا ہے، جواب دیا نہیں بلکہ اسے چاہیے کہ سامنے والے کو درست بات سے آگاہی دے وہ بات تسلیم کر لے تو بہتر ورنہ خاموش ہو جائے عصر حاضر میں دعوت کا کام پوری طرح موثر نہ ہونے کے دو بنیادی اسباب ہیں پہلا سبب فسادِ زمانہ اور شقاوتِ قلبی کے باعث لوگ نفسا نفسی کا شکار ہو کر آخرت کو فراموش کر چکے ہیں اور یہ حضور ﷺ کی اس خبر کی شہادت ہیں کہ آخر زمانے میں بہت سے لوگوں کے قلوب اور آنکھیں اندھی ہو جائیں گی۔ دوسرا سبب ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے غفلت عام ہو گئی ہے اور ان کے علاوہ جو لوگ دعوت کے فریضہ سے وابستہ ہیں ان کی اکثریت قرآنی تعلیمات اور پیغمبرانہ آداب و اصول سے نا آشنا ہیں جس وقت چاہا بے سوچے سمجھے کسی کو کچھ بھی کہ دیا اور یہ فرض کر لیا کہ ہم نے اپنا کام کر دیا جبکہ یہ طریقہ کار کلی طور پر تبلیغ کے منہج کے برخلاف اور لوگوں کو دین سے متنفر کرنے کے مترادف ہے۔

آدابِ دعوت کے بعد {إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ} یہ ارشاد مدعین دعوت کی تشفی کے لئے آیا جیسا کہ مذکورہ اصول و آداب کے لحاظ کے باوجود لوگ قبولیتِ حق سے انکاری ہوں تو یہ بات باعثِ پریشانی ہوتی ہے یوں ابلاغ و دعوت کو غیر موثر ہوتے دیکھ کر انسان پر پشمر مری چھا جائے اور وہ یہ فریضہ ہی ترک کر دے اس لیے یہ فرمادیا گیا کہ آپ کے ذمہ صرف دعوتِ حق کو اصولِ صحیحہ کے مطابق ادا کر دینا ہے اب اس کے بعد وہ قبولِ حق پر آمادہ ہوتا ہے یا نہیں اس میں آپ کلی طور پر بری الذمہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کون ہدایت حاصل کرے گا کون گمراہ ہی رہے گا۔

قرآنی ابلاغ کے یہ خدو خال اور اصول و آداب ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں طے کر دیئے ہیں اب ہم اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے محتصر اُن آداب کا تذکرہ کرتے ہیں جو کہ قرآن حکیم میں اسی تناظر میں بیان فرمائے گئے ہیں اور یہ قرآنی ابلاغ کے طریق کار کو مزید تقویت پہنچاتے ہیں مثلاً:

## 1- نرمی و مصالحت

{فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى} <sup>20</sup> پھر تم دونوں اس سے نرمی سے ہم کلام ہونا ہو سکتا ہے کہ وہ نصیحت کے لئے آمادہ ہو یا ڈر جائے۔ یعنی مخاطب فرعون جیسا سرکش و مغرور اور گمراہ ہی کیوں نہ ہو پھر بھی ابلاغ و دعوت میں نرمی و مصالحت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا۔

## 2- نتائج سے لا پرواہی

{إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُنْتَهِدِينَ} <sup>21</sup> جو اس کے رستے سے بھٹک گیا تمہارا رب اُسے بھی خوب جانتا ہے اور جو رستے پر چلنے والے ہیں اُن سے بھی خوب واقف ہے۔ یعنی ابلاغ و دعوت کے فریضے کو تمام اصول و آداب سے سرانجام دینے کے بعد متکلم یا داعی کو نتائج کی ذمہ داری سے مکمل طور پر بے نیاز کر دیا گیا تاکہ وہ مطلوبہ نتائج نہ ملنے پر ہر قسم کی مایوسی و دل گرفتگی سے آزاد ہو جائے اور اپنا یہ فریضہ نتائج کی پرواہ کیے بغیر پوری تندہی سے سرانجام دیتا رہے۔

## 3- پسندیدہ زبان

{وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ} <sup>22</sup> اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان بولتا تھا تاکہ انہیں (اللہ تعالیٰ کے احکامات) کھول کھول کر سنا دے پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے ہدایت دیتا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ مشرکین رسول اللہ ﷺ پر اعتراض کرتے تھے کہ قرآن کریم کسی اور زبان میں نازل ہوتا تو ہم یقین کر لیتے اب چونکہ یہ ہماری زبان میں ہی ہے تو زیادہ امکان ہے کہ آپ ﷺ نے اسے خود لکھ لیا ہو تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ یہ تو پروردگار کی عطا ہے کہ جس قوم میں جو بھی رسول بھیجے انہی میں سے بھیجے اور انہی کی قومی زبان میں اپنی کتب و صحائف نازل فرمائے تاکہ کسی بھی قسم کی اجنبیت حائل نہ ہونے پائے جو قبول حق میں مانع ہو۔ یعنی ابلاغ کے لئے مخاطبین کی ہی زبان میں احسن گفتار کرنی چاہیے۔

## 4- قول بلیغ

{أُولَئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا} <sup>23</sup> اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے آپ ان سے اعراض کیجئے انہیں نصیحت کیجئے اور ایسی بات کہیں جو کہ ان کے دلوں میں دھنس جائے (اتر جائے)۔ یعنی ابلاغ کے دوران ان کو ایسی بات سے نصیحت کی جائے جو کہ ان کے نفوس کے اندر تک اتر جائے ان کے دلوں پر اثر انداز ہو۔

## 5- صبر کی تلقین

{وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا آذَيْنَا وَعَلَىٰ اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ} <sup>24</sup> اور ہم کیوں نہ پروردگار پر اعتماد کریں جبکہ اس نے ہمیں دین کی سیدھی راہ دکھائی ہے، اور تمہاری دی گئی تکالیف پر ہم صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے



والوں کو رحمن پر ہی یقین کرنا چاہیے۔ یعنی ابلاغ و دعوت میں کچھ سرکش لوگ اپنی دشمنی، عناد اور ہٹ دھرمی کے باعث جو بھی ایذا رسانی کریں اس پر صبر کیا جائے اور صرف اللہ تعالیٰ پر ہی توکل و بھروسہ کیا جائے یہی بات ہر کامیابی کی ضمانت ہے۔

## 6- اخلاقی عروج

{وَيَسَّابِكَ فَطَهَّرْ} <sup>25</sup> اور اپنے کپڑوں کو خوب پاک رکھو۔ ابلاغ و دعوت کے ذریعے مخاطبین کے نفس و روح کو تمام غیر اخلاقی برائیوں اور آلائشوں سے پاک کرنے کی کوشش کی جائے اور اس سے قبل خود کو بھی ہر غیر اخلاقی لغزش سے بچایا جائے۔

## 7- خیر خواہی

{فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رَسُولًا مِّنِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِن لَّا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ} <sup>26</sup> اور صالح ان (قوم) سے یہ کہتے ہوئے ان کی بستی سے نکل گئے کہ اے میری قوم! میں نے اپنے رب کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے اور تمہاری خیر خواہی کی ہے مگر تم ایسے ہو کہ خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے ہو۔ یعنی ابلاغ و دعوت کے کام میں داعی اپنے مخاطبین کا ہر طرح سے خیر خواہ بن جاتا ہے جو کہ اپنی ذات سے اوپر اٹھ کے سراسر اس کی دنیوی اصلاح اور اخروی فلاح چاہتا ہے۔

## 8- مصلحت

رسول اللہ ﷺ کا یہ طرز عمل رہا ہے کہ بعض اوقات وہ ایک صحیح اور جائز بات کے سلسلے میں بھی اپنے مخاطب کی ضد کو تسلیم کر لیا کرتے تھے مثال کے طور پر صلح حدیبیہ کے موقع پر مخاطبین کے اصرار پر لفظ ”رسول اللہ“ کو کاغذ سے مٹا دیا تھا۔

## نتائج: (Conclusion)

قرآن حکیم کا بنیادی طور پر مخاطب انسان ہے اور وہ اسی کی فلاح سے بحث کرتا ہے اور بھلائی و برائی کی تمیز کرتا ہے یہ دعوت دین کے تمام تر تقاضوں کو پورا کرتا ہے قرآن حکیم اپنے اندر علوم و فنون کی ایک دنیا سموائے ہوئے ہے۔ ایک غیر متعصب غیر مسلم بھی اس مقدس کتاب کے مطالعہ سے یہ جان لیتا ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ شائد اس کے لئے بھی ناگزیر ہے جیسا کہ ایک مسلم کے لئے ہے اس کی اساس یہ ہے کہ تاریخ میں اور کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس نے انسانی تاریخ کو اس درجہ متاثر کیا ہو۔ قرآن کریم اپنے اندر لاتعداد اعجازی خصوصیات رکھتا ہے جن کا احاطہ ممکن نہیں ہے یہ خالصتاً کلام الہی ہے، محفوظ کلام ہے، اس کا اسلوب معجزانہ ہے، کامل ہدایت ہے، عالمگیر کتاب ہے، فصیح و بلیغ کلام ہے، ہر قسم کے تضادات سے پاک ہے، پُر تاثیر کلام ہے، سچی پیشین گوئیاں کرتا ہے اور اپنی مثل آپ ہے قرآن کریم خود بار بار تمام دنیا کو یہ دعوت دیتا رہا ہے کہ اس کی مثل ایک چھوٹی سی صورت ہی بنا لاؤ یہ چیلنج آج بھی جوں کا توں موجود ہے ایسا نہ ہو سکا نہ کبھی ہونا ممکن ہے۔ قرآنی ابلاغ کی نوعیت

ایسی ہے کہ اس کے بے مثال اثرات کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتے، بنی نوع انسان کی فلاح کتابِ الہی سے منسلک ہونے پر منحصر ہے اور یہ عملی وابستگی اس کتاب کو سمجھے بغیر ممکن نہیں اور اسے پڑھنے، سمجھنے کا شعور بیدار کرنے کے لئے اس بات کی اہمیت کا ادراک ہونا لازمی ہے۔ وقت کا اہم تقاضا ہے کہ تمام انسانوں میں بالعموم اور مسلمانوں میں بالخصوص اس بات کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے کیونکہ جب یہ نفسیاتی یقین انسان کے شعوری علم تک رسائی حاصل کرے گا تو بنی نوع انسان ہر بوجھ، الجھن سے آزاد ہو کر ترقی و کامیابی اور اخروی فلاح کے راستے پہ گامزن ہو جائے گا۔

### مزید تحقیق کے لئے چند ممکنہ نکات

اس موضوع کے متعلق مزید تحقیق کے ضمن میں چند نکات درج ذیل ہیں:

- 1- قرآنی ابلاغ کے مفاہیم کی وضاحت اور باہمی ربط و تعلق کی وضاحت ممکن ہے۔
- 2- قرآنی ابلاغ کی مختلف انواع کی وضاحت اور باہمی ربط و تعلق کو بیان کیا جاسکتا ہے۔
- 3- قرآنی ابلاغ کی مفصل وضاحت کا مختلف عربی اور اردو تفاسیر کی روشنی میں جائزہ لیا جاسکتا ہے۔
- 4- قرآنی ابلاغ کے امتیازات و تخصصات اور افادیت پر روشنی ڈالی جاسکتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

### حوالہ جات

1 النحل 125:16، 126	126:125:16 النحل
2 الاحزاب 33:45	45:33 الاحزاب
3 البقرہ 2:143	143:2 البقرہ
4 الاحقاف 46:31	31:46 الاحقاف
5 آل عمران 3:104	104:3 آل عمران
6 النحل 125:16	125:16 النحل

- 7 مفتي محمد شفيع، معارف القرآن، ادارة المعارف: كراچی، شعبان 1404ھ - مئی 1984، 5/406، 407  
Muftī Mūhammad Shafī, *Mā'ārīfūl Qūrān*, (Karachī: Idāratūl Ma'arīf, Shābān 1404H-1984May), 5/406,407
- 8 العلامة الآلوسی البغدادي، ابی الفضل شهاب الدین السید محمود (متوفى 127هـ)، *روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع مثاني*، دار احیاء التراث العربی، بیروت: لبنان، الطبعة الرابعة 1405ھ - 1985م، 14/254  
Allāmā Alūsī Al'baghdādī, Abīfazal Shahābūdīn Al,syed Mahmūd (D:127H), *Rūhūl Mānī Fī Tafsīr ulqūrān ulazīm Walsaba 'ā Masānī*, (Bairūt: Dār Ihyā Al Turāth Al 'Arabī, Lebanon, 4th ed. 1405 AH-1985M), 14/254
- 9 الشيخ اسماعيل حقي البروسوي (1137هـ)، *تفسير روح البیان*، دار احیاء التراث العربی بیروت - لبنان، الطبعة الأولى 1421ھ - 2001م، 5/118  
Alsheikh Ismāīl Haqī Albrūsūwī (D:1137H) *Tafsīr Rūhūl Bayān*, (Bairūt: Dār Ihyā Al Turāth Al 'Arabī, Lebanon, 1<sup>st</sup> ed. 1421 AH-2001M), 5/118
- 10 الرغب الأصفهاني، آبی القاسم الحسين بن محمد (502هـ)، *المفردات في غريب القرآن*، دار احیاء التراث العربی بیروت - لبنان، الطبعة الأولى 1423ھ - 2002م، ص: 551  
Al-Rāghib al-Asfhānī, Abī-al-Qāsim Al-Hussain Bīn Mūhammad (502 AH), *Al-Mūfardāt Fī Gharīb Al- Qūrān*, (Bairūt: Dār Ihyā Al Turāth Al 'Arabī, Lebanon, 1<sup>st</sup> ed. 1423 AH-2003M), P:551
- 11 *روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع مثاني*، 14/254  
*Rūhūl Mānī Fī Tafsīr ulqūrān ulazīm Walsaba 'ā Masānī*, 14/254
- 12 العنكبوت 29:46  
Sūrāh al-ankabūt, 29:46
- 13 طه 20:44  
Sūrāh tāhā, 20:44
- 14 البخاري، الامام ابی عبد الله محمد بن اسماعيل (194ھ - 256ھ)، *صحیح البخاری*، دار السلام للنشر والتوزیع، الرياض، الطبعة الثانية، ذوالحجة 1319ھ - مارس 1999م، كتاب العلم، باب ما كان النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَلَّاهُ مِنَ الْعُلَمَاءِ، رقم الحديث: 69، ص: 17  
Al-Bukhārī, Al-Imām Abi Abdūllāh Mūhammad bin Ismā'īl, (194-256 AH), *Al-Jamy' Al-Ṣaḥīh*, (Al-Rīādh: Dārrūssalām Alām ulfawaīd Līnashr Walta'ūzīh, 2<sup>nd</sup> ed, Zūlhaj 1319 AH. March 1999), Kītāb-ul-Tafsīr, Chapter Sūrāh Al-Mūnāfiqūn, H#4900, P:769
- 15 يس 36:22  
yāsīn, 36:22
- 16 الغزالي، الامام ابی حامد محمد بن محمد (المتوفى: 505هـ) *احیاء علوم الدین*، دار المعرفه بیروت - لبنان، 1425ھ - 2004م، 1/68، 69  
Alghazālī, Al'īmam Abī Hamīd Mūhammad Bīn Mūhammad (D:505H) *Ahyā' ā Ulūmūdīn*, (Bairūt: Dār ulmā'ārifā Lebanon, 1<sup>st</sup> ed. 1425 AH-2004M), 1/68,69

*An Overview of the Contents & Manners of Quranic Text*

17 ابن قيم، الجوزية، أبي عبد الله محمد بن أبي بكر بن أيوب (691-751)، كتاب المروج، دار عالم الفوائد للنشر والتوزيع، س-ن، 2/705، 706  
Ibn Qayyīm, Al-Jawzīyyā, Abī Abdūllāh Mūhammad Bīn Abī Bakar Bīn Ayūb (691-751), *Kitāb ūl-rūh*, (Dār Alām ūlfawāid Līnashar Walta'ūzīh), 2/705, 706

18 مسلم، الامام، ابى الحسين بن حجاج بن مسلم القشيري النيسابوري (204-261هـ) صحيح مسلم، دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الثانية، محرم 1421هـ - ابريل 2000م، كتاب الزهد والرفق، باب عقوبة من يامر بالمعروف ولا يفعله، وينهى عن المنكر ويفعله، رقم الحديث: 7483، ص: 1293  
Muslim Bin Al-Hajjāj, Bin Muslim Al-Qāshiri Al-Nisābūri (204-261AH), *Ṣaḥīḥ Muslim*, (Al-Rīād: Dārrūssalām Alām ūlfawāid Līnashar Walta'ūzīh, 2<sup>nd</sup> ed, Moharram 1421 AH. April 2001), Kitāb-ūl-Zakāt, Chapter Ism-e-Mane'zakāt, H#2290, P:410

19 أبو بكر محمد بن عبد الله بن العربي المعافري (543هـ)، المسالك في شرح موطأ الإمام مالك، دار العرب الاسلامي، الطبعة الأولى

1428هـ - 2007م، 1/15

Abū Bakar Mūhammad Bīn Abdūllah Bīn Alarbī Almūāfrī (543H), *Almāsālik Fi Sharah Mo'atā Alīmam Mālik*, (Dārularab Alislāmī, 1<sup>st</sup> ed 1428H-2007), 1/15

20 طه 20:44

tāhā, 20:44

21 النحل 16:125

al-nāhl, 16:125

22 ابراهيم 4:14

ibrāhim, 14:4

23 النساء 4:63

al-nisā, 4:63

24 ابراهيم 14:12

ibrāhim, 14:12

25 المائدة 74:4

al-muddāsīr, 74:4

26 الاعراف 7:79

al-ā'rāf, 7:79